حضرت غمگین شاہ جہاں آبادی

(جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے ۔ حیدرآباد سندھ)

(۳)

عشقیہ رباعیات ملاحظہ ہوں :-

غمگیں ایماں ہے صرف عشقِ جاناں		اور اس کے مشاہدے میں رہنا حیراں
ایماں نہیں سوائے اس کے کچھ اور		گر ہے تو وہ صرف ہے زبانی ایماں

دے مشربِ عشق مجھ کو سب دینوں میں		دنیا میں ہمیشہ رکھیو غمگینوں میں
بس یہی دعا ہے تجھ سے غمگیں کی تیرے		محشر میں اٹھایو تو مسکینوں میں

جب دل میں مرے کبھی آتے ہیں آپ		اور اپنا ذرا جمال دکھلاتے ہیں آپ
اپنی بھی مجھے خبر نہیں رہتی آہ!		کب آتے ہیں آپ اور کب جاتے ہیں آپ

معشوق کو جس طرح حیا لازم ہے		عاشق کو اسی طرح وفا لازم ہے
دعویٰ عشق گر تیرا ہے صادق		غمگیں دوست کی رضا لازم ہے

اخلاقی رباعیات ملاحظہ ہوں :-

غمگیں انساں کو ہے لائق اخلاق		بدخلقی ہے زہر، خُلق ہے بس تریاق

وہ بھی ہو جائیں دوست یکبار تیرے   رکھے تو دشمنوں پر ایسا اشفاق

غمگیں نہ کسی سے دل میں رکھیو غبار   گر ہو تو شتاب صاف کر اس کو یار
ایسا نہ ہو کہ مورچہ کہیں لگ جائے   آئینۂ دل پہ دے نہ آنے زنگار

ہے پیر مغاں سے مجھ کو غمگیں ارشاد   دشمن کی بھی دشمنی سے رہنا آزاد
اس کعبۂ دل میں ہے خصومت ایسی   جیسے کہ حرم میں ہے کبیرہ الحاد

جس بات سے پہنچتی ہو تجھ کو ایذا   اُس کا نہ خیال اور کے حق میں لا
دنیا ہے حلال پر دشنام نہ دے   غصہ ہے حرام لیکن اس کو تو کھا

للّٰہ تو کر خدا کے بندوں کا کام   تا دونوں جہاں میں ہو تیرا نیک انجام
بدتر نہیں کوئی بات اس سے غمگیں   رشوت نہ کسی سے لیجیو ایک بھی دام

گنجینۂ علم تجھ کو گر دے خدا   واجب ہے زکوٰۃ تو کرے اُس کی ادا
دل اور زباں جس سے ہو اے غمگیں   لائق ہے کرے خدا کی خلقت کو عطا

دیکر تو گواہی دروغ اے غمگیں   باطل حق کیجیو کسی کا نہ کہیں
خمر و میسر سے دیکھ رکھنا پرہیز   اور مال یتیم کے نہ ہوتا تو قریں

غمگیں مت جُرم کا کبھی کیجیو نباہ   تو بہ مدام دل میں رکھیو تو چاہ

ہرچند کہ ہو گناہ صغیرہ لیکن
اصرار معصیت کبیرہ ہے گناہ

کر اپنے وجود کو ہر طرح خراب
غمگیں یہ تیرا وجود تیرا ہی حجاب
نکلے جس وقت کاسہ سر سے ہوا
ہوتا ہے عین بحر تو دیکھ حباب

خمریات کے ذیل میں یہ رباعیات ملاحظہ ہوں:۔

دل صاف نہیں کسی سے بدظن تیرا
گر میکشی تا ہو عیب روشن تیرا
غمگیں سب دوست ہیں تیرے عالم میں
یہ علم خودی ہے ایک دشمن تیرا

غمگیں تو پیا کرے ہے دن رات شراب
دنیا کا کچھ نہیں تجھے شرم و حجاب
مرشد تیرا کون سا میکش تھا
جس نے کہ تجھے کیا ہے کم بخت خراب

گر مے کا نشہ نہ ہو تو مستی ہے ہیچ
اور عشق نہ ہو تو بت پرستی ہے ہیچ
غمگیں یہ بات یاد رکھ میری
جب تک کہ فنا نہ ہو یہ ہستی ہے ہیچ

تو چاہے اگر رہے گنہ سے محفوظ
دن رات شراب میں رہا کر محظوظ
مستی میں کچھ لطف ہے نوا ے غمگیں
ہوتا نہیں وہ کسی طرح سے ملحوظ

غمگیں اگر تو ہے عاقل و فرزانہ
مجنوں وہ اس پری پہ یا دیوانہ
پی جام پہ جام مے تو بھر بھر ہر دم
جب تک نہ بھرے عمر کا یہ پیمانہ

تشنہ ہی وہاں سے آئے سب مست الست　　جب تک کہ یہاں رہے تھے وہ بادہ پرست
تسکین نہ ہوئی سب رہے آخر تشنہ　　غمگیںؔ جتنے تھے آہ ہشیار و مست

مندرجہ بالا رباعیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غمگیںؔ علیہ الرحمۃ کا رباعی گوئی میں کیا پایہ تھا۔ رباعیات نہیں ہیں بلکہ یہ اُن کے ذاتی مشاہدات، کیفیات، واردات اور حالات کی عکاسی ہے۔ قرآن عظیم نے ایسی ہی شاعری کو محمود قرار دیا ہے جو انسانی عمل کی آئینہ دار ہو اور جس میں زندگی ہو۔ ان شعراء کو قرآن حمید نے مردود قرار دیا جن کے قول و عمل میں تطابق نہیں۔ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ہ مگر غمگیںؔ علیہ الرحمۃ تو خود فرماتے ہیں:۔

• زاہد اگر نہ دیکھا ہو غمگیںؔ کو　　تو اس کی رباعیات دیوان کو دیکھ

ڈاکٹر شفاؔ نے آپ کی رباعیات پر بہت جامع تبصرہ کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

" آپ کی رباعیات میں وہ تمام آرٹ اور فن اپنی تمام رنگینیوں اور رعنائیوں کے ساتھ بدرجۂ اتم موجود ہے جو رباعی کے لئے مخصوص ہے۔ عرفان و حقیقت کا ایک طوفان ہے جو امڈا آتا ہے، فلسفۂ و حکمت کا ایک سیلاب ہے جو جوش و خروش سے رواں دواں ہے، پند و نصائح درس و تعلیم، فقر و تصوف کے انوار کے باغ کھل رہے ہیں، تصوف کے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل بڑی بصیرت اور حکمت و سوز و محبت کی آنچوں سے پگھلا پگھلا کر حل کئے ہیں، عبد و معبود، اخلاق و انسانیت کا درس بڑی فنی اشاریت اور حسین ایمائیت سے دیا ہے، خمریات میں آپ نے زاہد و واعظ پر بھی بڑے میٹھے میٹھے طنز فرمائے ہیں، مگر اتنے بڑے ذخیرۂ کلام میں کہیں بھی عریانیت یا بازاریت نہیں ہے۔ ہر جگہ متانت و تہذیب کا دامن مضبوطی سے پکڑے رہے ہیں، جس طرح آپ غزل میں کسی کے پیرو یا مقلد نہیں اسی طرح رباعیات میں بھی خالص اپنا رنگ، اپنا لہجہ اور اپنا اسلوب ہے۔[۱]

جب حضرت غمگیںؔ علیہ الرحمۃ کے مکتوب گرامی سے مرزا غالبؔ کو یہ علم ہوا کہ دیوان رباعیات عنقریب اُن کے

---

[۱] ڈاکٹر شفاؔ: شعلہ و شبنم، دہلی دیوالی نمبر سنہ ۱۹۵۷ء ص ۔ ۲۲

پاس آنے والا ہے تو حضرت غمگیںؒ کو تحریر کرتے ہیں :۔

"چشم بہ راہم کہ دیوان رباعیات کے می رسد و من بداں سگے می رسم ؟" [۵۱]

اور جب یہ نسخہ ان تک پہنچ گیا اور انھوں نے مطالعہ کر لیا تو بیساختہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"...... آنچہ در دیوان فیض عنوان دیدہ کا قرباشم اگر در مثنوی مولانا روم و دیگر کتب تصوف ایں ہا دیدہ باشم خاصہ در رباعیات کہ ہر کوزہ دریائے و ہر ذرّہ آفتابے دارد، اگر حیات باقی ست زیں پس حال رباعیات نگاشتہ خواہد شد۔" [۵۲]

مرزا غالب کو بجا طور پر ناز تھا کہ حضرت غمگیںؒ نے ازراہِ شفقت و مرحمت دیوان رباعیات کا ایک قلمی نسخہ اُن کو بھی ارسال فرمایا ہے، وہ سرِ افتخار بلند کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"مرشدی و مولائی و مخدومی حضرت میر سیّد علی شاہ کہ چوں منے را نواخت و بہ خطاب ارزندہ شناخت ہما ازاں درست کہ مہر بر خاک روبہا تابد و ابر و خس و خار را در یابد فیض ورود قدسی صحیفہ جانہا بہ کالبد آگہی دمید و دیوان معجز بیان دست آویز گراں مائگی من گردید۔ خوشا من کہ نامم ازاں خامہ تراود و زہے من کہ کلام قدسی بمن رسد" [۵۳]

شاہ غمگیںؒ و غالبؔ | ہم لکھ آئے ہیں کہ دہلی ہی میں حضرت شاہ غمگیںؒ علیہ الرحمہ کی اُستادی مسلم تھی اور اُن سے ذوقؔ اور معروفؔ جیسے اساتذہ بھی اصلاح و مشورۂ سخن لیا کرتے تھے۔ جب آپ گوالیار آگئے تو مرزا غالب بھی بذریعہ مراسلت آپ سے اصلاحِ سخن لینے لگے۔ کیونکہ حضرت غمگیںؒ کے دہلی میں قیام کے زمانہ میں مرزا غالب کی اتنی عمر نہ تھی اور ممکن بھی ہے کہ انھوں نے دہلی میں اصلاح لی ہو مگر تحقیق صرف اتنا بتاتی ہے کہ دہلی میں گو مرزا غالب کی حضرت غمگیںؒ سے ملاقات ہوئی ہے مگر اصلاح وغیرہ نہیں لی۔ غالبؔ خود تحریر کرتے ہیں :۔

دریں بقعہ کہ دہلی نام دارد شبے شرف پابوس دریافتہ ام و آں را ذریعۂ رستگاری خویش

---

[۵۱] مکتوب مرزا غالب بنام حضرت غمگیںؒ محررہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۵۳ھ

[۵۲] سید ہدایت الغنی : مجموعہ مکاتیب شاہ غمگیںؒ و غالبؔ (۱۲۵۷ھ) قلمی

[۵۳] ایضاً۔ محررہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ

می دانم لیکن اینک برخود حیف می کنم کہ درآں ہنگام گوش ہوش شنوا و چشم ادراک بینا نبود۔ [۵۱]

حضرت غمگینؒ نے جب گوالیار سے دیوان غزلیات مخزن اسرار (۱۲۵۳ھ) مرزا غالب مرحوم کو بھیجا تو اُن کی آنکھیں کھُل گئیں اور وہ شخص جس کو اپنی فارسی گوئی پر ناز تھا۔

فارسی بیں تا بہ بینی نقشہائے رنگ رنگ   بگذر از مجموعۂ اردو کہ بے رنگ من است

اب وہ "بے رنگی" میں بھی نگارنگی دیکھتا ہے تو بے اختیار پکار اُٹھتا ہے :۔

"غزل ہا یک دست و نکتہ ہا ہموار، و مضمون ہا عارفانہ، من و ایمان من کہ ایں زبان سرتگا یعنی اُردُو بازمانہ حقیقت پیش ازیں برتابد و ہر گونہ نظر ایں ادائے خاص را در نیابد من نیز دیدور نیستم و تماشائے جمال ایں پریزاداں معنی اندازہ من نہ بود، سواد ہماں اوراق سرمۂ سلیمانی بچشم اندر کشید کہ نگہ بدیں جلوہ ہائے بیرنگ آشنا شد۔ واماندگان صورت چہ دانند کہ ایں گوہر گفتار کجاست و ایں گرد از کدامیں کارواں می خیزد" [۵۲]

اور دیوان رباعیات مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) کے متعلق مرزا غالب نے جو کچھ کہا اس کو ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ جتنی بھی تحقیق کرتے جاتے ہیں یہ راز کھلتا جاتا ہے کہ مرزا غالب حضرت غمگینؒ سے اصلاح سخن لیا کرتے تھے اور اُن کی عظمت شاعری سے متاثر تھے اور استادی کے مُقِر۔ کلیات نثر غالب میں جو ایک خط چھپ چکا ہے اُس کی تو سُرخی ہی یہ ہے :۔

دردل ز تمنائے قدم بوس تو شوریست   شوقت چہ نمک دادہ مذاق ادبم را [۵۳]

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل خطوط سے اصلاح کا پتا چلتا ہے :۔

(۱) ۲۸ رجب ۱۲۵۵ھ کے مکتوب میں تحریر کرتے ہیں :۔

دریں روزہا غزلے درمیان احباب طرح شدہ و دراں زمین دہ بیت گفتہ شدہ بود۔ بہ چشم داشت "اصلاح" دریں ورق نگارش می پذیرد۔

---

[۵۱] ایضاً [۵۲] سید ہدایت الغنی: مجموعہ مکاتیب شاہ غمگینؒ و غالب (۱۲۵۷ھ) قلمی۔ محررہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۵۶ھ

[۵۳] کلیات نثر غالب۔ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۲ھ۔ ص۔ ۱۸۳

غزل ۔ در وصل دل آزاریٔ اغیار نہ دانم
دانند کہ من دیدہ ز دیدار نہ دانم ۵۱

یہ پوری غزل کلیاتِ غالب میں بھی موجود ہے ۔ اس کے دس بیت یہ ہیں :۔

در وصل دل آزاریٔ اغیار نہ دانم — دانند کہ من دیدہ ز دیدار نہ دانم
طعنم نہ سزد مرگ ز ہجراں نہ شناسم — رشکم نہ گزد خویشتن از یار نہ دانم
پرسد سبب بیخودی از مہر و من از بیم — در عذر بہ خوں غلتم و گفتار نہ دانم
بوسم بہ خیالش لب و چوں تازہ کند جور — از سادگیش بے سبب آزار نہ دانم
ہر خوں کہ فشاند مژہ، در دل فتدم باز — خود را بہ غمِ دوست زیاں کار نہ دانم
آویزشِ جعد از تہ چادر برد م دل — آشفتگیِ طرہ بہ دستار نہ دانم
بوئے جگرم می دہد از خون سر ہر خار — شد پائے کہ در راہ رہے انگار نہ دانم
زخم جگرم بخیہ و مرہم نہ پسندم — موجِ گہرم جنبش و رفتار نہ دانم
نقد خردم سکہ سلطاں نپذیرم — جنس ہنرم گرمی بازار نہ دانم

غالب نہ بود کوتہی از دوست ہمانا
زاں داں دہدم کام کہ بسیار نہ دانم ۵۲

(ب) ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۵۳ھ کے مکتوب میں ایک اصلاح شدہ غزل کی وصولیابی کی اس طرح اطلاع دیتے ہیں :۔

"غزل ہم بذریعہ سید فقیر صاحب (جد امجد بیخود دہلوی) فرستادہ آمد" ۵۳

(ج) ۱۴ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کے مکتوب میں لکھتے ہیں :۔

"ہمچنیں امید دارم کہ روزے چند پیش از رسیدن ایں عرض داشت

---

۵۱ سید ہدایت الینی: مجموعہ مکاتیب شاہ غمگین و غالب (۱۲۵۷ھ) قلمی مکتوب محررہ ۱۰ رجب المرجب ۱۲۵۵ھ

۵۲ کلیات غالب ۔ مطبوعہ منشی نول کشور پریس، لکھنؤ ص ۔ ۲۶۹

سیّد امانت علی صاحب رسیده آداب نیاز را به موقف قبول و غزلہائے فارسی را بہ منظرِ التفات رسانده باشند۔ [1]

مکتوب مذکور میں آگے چل کر لکھتے ہیں:-

"درین نزدیکی میجر صاحب عنایت فرما میجر جان جاکوب صاحب بہادر دو تا نامہ بہ مضمون طلب تاریخ تعمیر دولت کدہ بہ من فرستادہ اند۔ ورقے بجواب آں ہر دو مکتوب کہ مشتمل بر قطعہ تاریخ ست در نوردایں پوزش نامہ فرستادہ می شود۔ چوں کشادہ عنوان ست می تواں خواند و بہ مکتوب الیہ رساند" [2]

یہ قطعہ تاریخ کلیات غالب میں موجود ہے۔ اُس کے سات بیت یہ ہیں۔

جان جاکوب آں امیرِ نامور — دست وے آرائشِ تیغ و نگیں

ساخت از انساں منظرِ کز دیدنش — حور گفت "احسنت" رضواں "آفریں"

در بلندی افسرِ فرقِ سپہر — در صفا گلگونۂ روئے زمیں

بایدش گفتن گلستانِ ارم — زیبدش خواندن نگارستان چیں

خود سہ اشکوب و ہر اشکوبش در اوج — در نظر باشد سپہرِ ہفتمیں

غالب جادو دم و نازک خیال — کش بود اندیشہ معنی آفریں

---

[1] جان جاکوب (Jan Jacob) کا ایک فرانسیسی خاندان سے تعلق تھا۔ وہ اُردو کے اچھے شاعر تھے اور قلندر تخلص کرتے تھے۔ اس خاندان کے افراد گوالیار میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ دولت کدہ کی دو تاریخیں حضرت غمگینؒ نے بھی کہی ہیں۔

بنا کرد چوں جان صاحب مکان — بشد فکر تاریخ بر من ادق

ندا از سرِ عقل آمد بہ دل — مکانِ قلندر بود عرش حق
۱۲۵۵ھ

بنا کرد چوں جان صاحب مکاں — بشد فکر تاریخ غمگیں ادق

ندا آمد از غیب جاں — مقام قلندر بود عرش حق
۱۲۵۵ھ

[2] کلیات نثر غالب، مطبوعہ مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ، ۱۲۹۲ء، ص - ۱۸۳

گفت تاریخ بنائے آں مکاں
آسمانے پایہ کاخِ دل نشیں[51]
۱۲۵۵ھ

مندرجہ اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غالب، حضرت غمگینؒ سے مشورۂ سخن لیا کرتے تھے مگر یہ امر باعثِ حیرت ہے کہ جن سنین میں دونوں کے درمیان خط و کتابت رہی انھیں سنین میں جو خطوط لکھے گئے ان میں شاہ غمگینؒ کی طرف اشارہ تک نہیں اور حد تو یہ ہے کہ یہ بات مولانا حالی سے بھی پوشیدہ رکھی گئی جو غالب سے بہت قریب تھے۔ کیونکہ اگر مولانا حالی کو معلوم ہوتا تو یادگارِ غالب میں اس کا ذکر ضرور آتا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔

دراصل بات یہ ہے کہ حضرت غمگینؒ نے خود ہی غالب کو ہدایت کردی تھی کہ:-

"زمانے خواہد کہ رازِ ایں رباعیات ہم افشا خواہد شد حالا ہمیں طور بدارید"۔[52]

اس کے جواب میں غالب نے لکھا تھا:-

"فرمان چناں ست کہ آں نوشتہ را از نظرِ اغیار نہاں دارم ہمچنیں خواہم کرد"[53]

اسی قسم کی نصیحت اس دیوان رباعیات پر بھی مرقوم ہے جو کتب خانہ فقیر منزل گوالیار میں محفوظ ہے لکھتے ہیں:-

"اگر ایں دیوان رباعیات بہ دست کسے بزرگ افتد امید کہ از نظرِ اغیار نگاہ دارند کہ سنت بزرگاں متقدمین و متاخرین بہ ہمیں نہج جاری ست کہ اسرارِ باطنی را از مردمانِ ظاہر بیں می پوشند پس مارا ہم اتباعِ اوشاں واجب است و الامر دہ بدست زندہ"[54]

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ خود حضرت غمگینؒ کی یہ خواہش تھی کہ ان کی شعر گوئی کا چرچا عام طور پر

---

۵۱ کلیاتِ غالب۔ ص۔ ۴۳

۵۲ سید ہدایت الغنی:۔ مجموعہ مکاتیب شاہ غمگین و غالب (۱۲۵۷ھ)، قلمی

۵۳ ایضاً۔ مکتوب محررہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۵۳ھ

۵۴ شاہ غمگینؒ:۔ مکاشفات الاسرار، (۱۲۵۵ھ) کتب خانہ فقیر منزل، گوالیار

نہ ہو۔ اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ مرزا غالب کے مسلکِ خودی کے منافی تھا کہ وہ علی الاعلان کسی کے احسان کو بتائیں یہی وجہ ہے کہ ایک جگہ لکھتے ہیں :۔

" زبان دانی فارسی میری ازلی دستگاہ اور عطیہ خاص من جانب اللہ ہے فارسی زبان کا ملکہ مجھکو خدانے دیاہے۔ مشق کا کمال میں نے اُستاد سے حاصل کیا ہے" [51]

مشہور ہوگیا کہ انھوں نے فارسی زبان عبدالصمد نامی ایک شخص سے سیکھی اور اُس کے رموز و نکات پر عبور حاصل کیا۔ بھلا یہ شہرت وہ کب گوارا کر سکتے تھے ۔ پُر زور تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

" مجھ کو مبدار فیاض کے سوا کسی سے تلمذ نہیں ہے ۔ عبدالصمد محض ایک فرضی نام ہے چونکہ لوگ مجھ کو "بے اُستادا" کہتے تھے اُن کا منہ بند کرنے کو میں نے ایک فرضی اُستاد گھڑ لیا " [52]

ع ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے

مرزا غالب مرحوم کو تو حضرت غمگینؒ سے ارادت و عقیدت تھی ہی مگر شاہ غمگینؒ بھی غالب پر بڑی شفقت فرماتے ہیں، یہ انتہائے شفقت ہے کہ اپنے عظیم شاہ کار دیوان رباعیات مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) کا انتساب غالب مرحوم سے کرتے ہیں۔ چنانچہ دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

" چوں دیوان نو (مخزن اسرار) بہ اتمام رسید و واردات و غلبات و کیفیات بر دلم استیلا داشت خواستم کہ برائے برادر دینی عزیز از جان اسد اللہ خاں میرزا نوشہ متخلص بہ غالب در پیرایہ رباعیات کہ بطور رسالہ تصوف باشد ترتیب دہم" [53]

مرزا غالب کو جب اس کا علم ہوا تو اتنے مسرور ہوئے کہ بیساختہ قلم سے نکل گیا :۔

..... عنوان دیوان رباعیات شادماں تر ساخت، سرمایہ آنم کو کہ آں مطالب

---

۵۱ دیوان غالب، نسخہ عرشی ۔ ص ۔ ۲

۵۲ مولانا حالی :۔ یادگار غالب، ص ۔ ۱۴

۵۳ شاہ غمگینؒ :۔ دیباچہ مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) ۔ قلمی

حالیہ را نیک بازدانم واز کجا درخور آنم کہ آں ہمہ گہر برشتہ نگارش از بہر من کشیدہ آید ...... گنجیدن نام من درآں نامہ نہ تنہا از بہر من بلکہ از بہر آبائے من سرمایہ نازش جاودانی است"[۵۱]

اس کے علاوہ مخزن اسرار (۱۲۵۳ھ) میں ایک شعر ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت غمگین کی نظر میں غالب کی شاعری کا مقام بلند تھا۔ وہ لکھتے ہیں :۔

بہت سی سیر دواوین ہم نے کی غمگین　　　مگر اسد کے نہیں انتخاب سے نیست!

المختصر مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا غالب شاہ غمگین سے اصلاح سخن لیتے تھے اور حضرت غمگین ان پر بزرگانہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔

دواوین وشرح

(۱) دیوان ریختہ - یہ دیوان حضرت غمگین نے جوانی میں مرتب کیا تھا جس کا ذکر دیوان رباعیات مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ) کے دیباچہ میں ہے :۔

"در زمان سابق یک دیوان ریختہ گفتہ بودم آں را دور کردم"۔ [۵۲]

ڈاکٹر بلوم ہارٹ نے بھی[۵۳] اس کا ذکر کیا ہے اور ڈاکٹر اسپرنگر[۵۴] اور خوب چند ذکا نے بھی کیا ہے[۵۵] مگر یہ دیوان ہنوز دستیاب نہ ہو سکا کیونکہ اس کو خود حضرت غمگین نے ضائع کر دیا تھا۔

(ب) مخزن اسرار - یہ دیوان ۱۲۵۳ھ میں مرتب کیا تھا۔ ایک قطعہ تاریخ دیوان کے آخر میں لکھا ہوا ہے :۔

فکر میں تاریخ کی دیوان کے　　　یوں کہا ہاتف نے کیوں بیزار ہے

از سر درد دل اے غمگیں تیرا　　　آج دیوان مخزن اسرار ہے
　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　۱۲۵۳

مذکورہ بالا دیوان میں ۷۰۰ غزلیات ہیں اور آخر میں چند تاریخی قطعات بھی ہیں۔ تلف شدہ دیوان کی کچھ غزلیات بھی اس میں شامل ہیں۔ خود شاہ غمگین تحریر فرماتے ہیں :۔

"و بعضے غزلیات مخصوصہ دیوان سابق دریں دیوان لاحق مندرجہ ساختم" [۵۶]

---

۵۱ سید ہدایت النبی: مجموعہ مکاتیب شاہ غمگین و غالب۔ (۱۲۵۶ھ) مکتوب محررہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۲۵۳ھ۔
۵۲ شاہ غمگین : مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ)، قلمی ۵۳ J. F. Blumhardt: Catalogue of the Hindustani Manuscripts. London. P. 119. ۵۴ اسپرنگر: یادگار شعراء ہند مترجمہ طفیل احمد ۵۵ خوب چند ذکا :۔ عیار الشعراء۔ قلمی ۵۶ شاہ غمگین :۔ مکاشفات الاسرار (۱۲۵۵ھ)، قلمی کتب خانہ فقیر منزل، گوالیار۔

ڈاکٹر بلوم ہارٹ (Blumehardt) نے بھی اس کا یوں تذکرہ کیا ہے:۔

....."from Which he had extracted some verses and included them in the present Diwan." ۵۱

لطیفہ ۔ ساتھ ہی ساتھ ایک لطیفہ بھی عرض کرتا چلوں ۔ ڈاکٹر بلوم ہارٹ صاحب نے غمگین علیہ الرحمہ کے سلسلہ میں جہاں مرزا غالبؔ مرحوم کا ذکر آیا ہے وہاں غالب کے لئے حاشیہ پر یہ لکھا ہے:۔

" The celebrated poet and writer, who died at Calcutta in A.H. 1289 (A.D. 1872)- ۵۲

مرزا غالب نے سنہ ۴۸-۱۲۴۷ھ میں سفر کلکتہ تو کیا تھا مگر انتقال اُن کا ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۵ھ مطابق ماہ فروری سنہ ۱۸۶۹ء میں دہلی ہی کے اندر ہوا تھا۔ ۵۳ یہ تو حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ مگر فاضل موصوف نے ایسی فاحش غلطی کی ہے جس کی اُن سے اُمید نہ تھی۔

(7) مکاشفات الاسرار ۔ یہ دیوان سنہ ۱۲۵۵ھ میں مرتب ہوا تھا اس کا بھی ایک قطعہ تاریخ ملتا ہے جو درج ذیل ہے:۔

تھا یہی زبسکہ نام اس کا اے یار — غمگیں پر خود بخود ہوا تو اظہار
یہ وہب ہی حرف ہیں اس کے بے کسب — تاریخ ہوئی مکاشفات الاسرار ۱۲۵۵ھ

اس میں اٹھارہ سو ۱۸۰۰ رباعیات ہیں ۔ خود تحریر فرماتے ہیں۔

"بازیک دیوان رباعیات قریب یک ہزار ہشت صد رباعی گفتہ شد"

ڈاکٹر بلوم ہارٹ نے انڈیا آفس لائبریری' لندن کے قلمی نسخہ کا اس طرح تعارف کرایا ہے۔

A Diwan of Rubais on Sufi Mysticisam by Sajid Ali of Delhi, called Hazratji, whose poetical-

---

۵۱ J. F Blumhardt: Hindustani Manuscripts in the Library of the India office London. P. 119-

۵۳ مولانا حالی: یادگار غالب

name is Ghamgin. The work commences with an autobiographical introduction in Persian, preceded by the following couplets:-

ایک عمر رہی میری اللہ سے جنگ دنیا میں رہا شکست سو سو فرنگ
غمگیں مغلوب اب ہوا ہوں ایسا نہ فوج رہی نہ میں نہ وہ نام نہ ننگ

The Persian preface begins:-

حامد بعد حمد حقیقت و نعت صورت خود سید علی عرف حضرت حاجی متخلص غمگین متوطن دہلی قادری نقشبندی ابو العلائی ہم مشرب مجملاً از احوال خود بعرض احباب صفوت می رساند۔ الخ

The openning Rubais are in explanation of the Phrase Bismillah and begins:

بسم اللہ میں سب ہی جو کہ قرآں میں ہے قرآں میں وہ ہی جو کہ انساں میں ہے [1]

(د) مرأت الحقیقت - یہ دیوان رباعیات کی شرح ہے اور ۱۲۵۷ھ میں مرتب ہوئی - دیباچہ میں اس کا سبب تالیف تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

چوں از دیوان غزلیات فارغ شدم در دلم افتاد کہ یک دیوان رباعیات نیزم بنویسم و دراں جمیع مقامات وحالات وسلوک صوفیہ صافیہ رحمہم اللہ بقدر امکان شرح دھم۔ چوں آں بہ اتمام رسید دیدم کہ بدتر از متن است زیرا کہ بسبب عدم تفصیل کہ رباعی گنجائش آں نمی دارد مضمون آں در فہم سالک کم می آید و سوائے عارف کامل معنی آں راکم کسے فہم می کند .... پس ازیں جہت پریشاں خاطر واندوہ ناک شدہ خواستم کہ قلّا و دلا یک کتاب برائے مشفقی شفیقی محب دلی

---

[1] James Fuller Blumhardt: Catalogue of the Hindustani Manuscripts in the Library of the India office London. P. 119.

منشی مولوی جعفر علی صاحب سلمہ تعالےٰ و شاہزادہ مرزا فیروز شاہ ...... بنولیسم ......
پس این کتاب کہ مسمی بہ مرأت الحقیقۃ است تصنیف و تالیف ممدوح ولطف این است
کہ نام این کتاب تاریخ این کتاب است. چنانچہ دریک قطعہ ہندی موزوں کردہ است۔

قطعہ

کتاب الصوفیہ تصنیف کی ہے یہ جو غمگیںؔ نے — تکلف برطرف فہرست اسرار طریقت ہے
یہ اک اور سر وحدت کی نمائش ہے کہ کہتے ہیں — ہم اس کا نام ہم تاریخ مرأت حقیقت ہے [۵۱]

تعداد دواوین دیوان غزلیات مخزن اسرار (۱۲۵۳ھ) کے آٹھ قلمی نسخوں کا ابتک علم ہو چکا ہے، چار نسخے تو کتب خانہ فقیر منزل، گوالیار میں موجود ہیں، ایک نسخہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی کے پاس ہے۔ دو قلمی نسخے شاہ غمگیںؔ کے خلفاء کے پاس ہیں اور ایک نسخہ بابائے اردو مولوی عبدالحق کے پاس ہے اس طرح یہ آٹھ قلمی نسخے ہوئے۔

مخزن اسرار کا ایک قلمی نسخہ شاہ غمگیںؔ نے سید وحید الدین بیخودؔ دہلوی کے جدامجد سید بدرالدین عرف فقیر صاحب کو بھیجا تھا۔ اس کا ذکر غالبؔ مرحوم کے خط میں آتا ہے۔ اور ایک قلمی نسخہ کا ذکر "سخن شعرا ہند" کے مطبوعہ نسخہ کے حاشیہ پر آتا ہے۔ ایک "بشیر" نامی شخص نے مذکورہ نسخہ کے حاشیہ پر لکھا ہے:۔

" صاحب دیوان ہیں اور ان کا دستخطی راقم الحروف کے پاس ہے" [۵۲]

مندرجہ بالا نوٹ سنہ ۱۲۹۱ھ کا لکھا ہوا ہے۔ جس نسخہ پر یہ نوٹ ہے وہ ڈاکٹر عبدالحق صاحب کے کتب خانہ خاص میں موجود ہے۔ بہرکیف ان دونوں دیوانوں کا صرف ذکر آتا ہے اور جو غالب کے پاس بھیجا تھا اس کی بھی ابھی تحقیق نہ ہوسکی کہ وہ کہاں ہے اور کس کے پاس ہے۔

دیوان رباعیات مکاشفات الاسرار (سنہ ۱۲۵۵ھ) کے ابتک پانچ قلمی نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ دو نسخے کتب خانہ فقیر منزل گوالیار میں موجود ہیں ایک نسخہ ڈاکٹر احسن فاروقی صاحب کے پاس ہے۔ ایک نسخہ مولانا محمد یونس خالدی صاحب کے پاس ہے۔ غالباً یہ نسخہ وہی ہے جو حضرت غمگینؒ نے مرزا غالبؔ مرحوم کو ارسال کیا تھا

---

۵۱ شاہ غمگیںؔ: مرأت الحقیقت (سنہ ۱۲۵۷ھ)، قلمی۔

۵۲ بحوالہ سخن شعرا ہند مولفہ مولوی عبدالغفور نساخ۔ مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ سنہ ۱۲۹۱ھ۔ ص۔ ۲۵۳۔

پانچواں قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے جو ہندوستان کے پہلے وائسرائے لارڈ کیننگ (Lord Canning) ۔ ۱۸۵۶ء تا ۱۸۶۲ء ۔ نے شاہانِ دہلی کے کتب خانہ سے ۱۸۵۸ء میں حکومت برطانیہ کے لئے حاصل کیا تھا۔ بقول ڈاکٹر بلوم ہارٹ :۔

The Manuscript appears to the author's autograjed Copy. There are many emendation in the same hand as the text. ؎

دیگر تصانیف :۔ ۱۔ کلمات قدسیہ	بزبان عربی	۵ جلدیں
۲۔ جواہر تفسیر	بزبان فارسی	
۳۔ وظیفہ شریفہ	بزبان عربی	
۴۔ کشف الانوار	بزبان فارسی	
۵۔ اسرار الصلوٰۃ	//	
۶۔ حقیقت الایمان	//	
۷۔ سرّ المصحف	//	
۸۔ المبیح القلوب	//	
۹۔ آیت آمن الرسول	//	
۱۰۔ شرح سوالہائے قرآن	//	
۱۱۔ نکات قرآنی	//	
۱۲۔ رسالہ اشغال واذکار	//	

مولانا محمد حسین آزاد کے قول پر ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں :۔

؎ J. F. Blumhardt: Hindustani Manuscripts in the Library of the India Office London. P. 119.

اہل مشاعرہ نوحہ خوانی کر رہے ہیں کہ اے صدر نشینو! تم چلے اور حسن و عشق کے چرچے اپنے ساتھ لے چلے کیوں کہ متاعِ عشق کے بازار تھے تو تمہارے دم سے، نگارِ حسن کے سنگار تھے تو تمہاری قلم سے تمہی قیس و کوہ کن کے نام لینے والے تھے اور تمہی لیلیٰ و مجنوں کے جوبن کو جلوہ دینے والے لیکن اجسام فانی کی پرستش کرنے والے ہیں جو کہتے ہیں کہ تم گئے اور مشاعرے ہو چکے۔ نہیں نہیں، تمہاری تصنیفیں، تالیفیں، حکایتیں اور روایتیں جب تک موجود ہیں تم آپ موجود ہو، تمہارے فخر کی دستاریں ایسے تحسین و آفریں کے پھولوں سے تاجدار ہیں جو ہمیشہ لہلہاتے رہیں گے اور گلے میں اُن کے سدا بہار پھولوں کے ہار ہیں جن تک کبھی خزاں کا ہاتھ نہ پہنچے گا۔[1]

شکریہ

مخدومی و استاذی قبلہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں صاحب مدظلہٗ صدر شعبۂ اردو، سندھ یونیورسٹی کا ممنون ہوں کہ آپ نے مسودہ پر نظرِ ثانی فرمائی اور تبصرے کے لئے غزلیات کے اشعار منتخب فرمائے۔ محترمی کرنل غنی محمد صاحب دامت برکاتہٗ نبیرہ حضرت شاہ غمگیں علیہ الرحمۃ کا بھی مشکور ہوں کہ موصوف نے سیرت الصالحین مؤلفہ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی کی ایک جلد ارسال فرمائی، جس سے مقالے کی تیاری میں مدد ملی۔ صاحبزادہ غنی محمد صاحب مکرمی رضا محمد صاحب دام عنایتہم کا بھی ممنون ہوں کہ جن کے مسلسل تعاون سے یہ مقالہ تیار ہوا۔ ۱۹۵۸ء سے جو بھی استفسارات کئے گئے اس کا انھوں نے بڑی مستعدی سے جواب دیا اور اس طرح اپنی علم دوستی کا ثبوت دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ آمین!

---

[1] محمد حسین آزاد: آبِ حیات، ص - ۵۴۹